World Termination Prophecy

قصہ نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔ حضرت نوح کا وطن موجودہ عراق تھا۔ پہلے زمانے میں اس کو کالڈیا(Chaldea) یا کلدانیہ کہتے تھے۔

پانچ بت

حضرت نوح کی قوم ان کو ناپسند کرتی تھی اور ان سے بغض وعناد رکھتی تھی۔لوگ ان سے متنفر اور ناراض تھے ان کی قوم نے قوی الجثہ پانچ مختلف بت بنائے ہوئے تھے، تحقیق کے مطابق پہلے بت کا نام " ود" تھا اور اس بت کی شکل دراز قد مرد کی تھی،دوسرے کا نام "سواع" تھا اور اس کی شکل وشباہت عورت کی تھی تیسرے کا نام "یعوق" تھا اور یہ گھوڑے کی شکل کا تھا،چوتھے کا نام "یغوث" تھا اور اس کی شکل شیر جیسی تھی،جبکہ پانچواں بت گدھ کی شکل کا تھا اور اس کا نام "نسر" تھا۔

حضرت نوحؑ کی بعثت سے پہلے قوم توحید سے یکسر ناآشنا تھی اور اللہ کی جگہ خود ساختہ بت بٹھادئے گئے تھے،غیر اللہ کی پرستش اور اصنام پرستی ان کا شعار بن گیا تھا۔بالآخر رشدوہدایت کے لئے ان ہی میں سے ایک ہادی ایک سچے رسول حضرت نوحؑ کو مبعوث کیا گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو پکارا اور سچے مذہب کی دعوت دی لیکن قوم نے ان کی بات نہیں سنی اور نفرت اور حقارت کے ساتھ انکار کردیا امراء اور رؤساء نے تکزیب وتحقیر کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا،دولت کے پجاری اور دنیاپرست لوگوں نے ہر قسم کی تذلیل اور توہین کرکے حضرت نوحؑ پر الزام تراشی کی،وہ کہتے تھے کہ نوح کو ہم پر نہ دولت وثروت میں برتری حاصل ہے اور نہ وہ انسانیت کے رتبہ سے بلند کوئی فرشتہ ہے،پھر یہ ہمارا پیشوا کیسے ہوسکتا ہے؟اور ہم اس کے احکام کی تعمیل کیوں کریں۔حضرت نوح قوم کے رویے سے دل برداشتہ نہیں ہوئے اور لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کی پرستش کی تعلیم دیتے رہے۔حضرت نوحؑ جب ان کے جھوٹے خداؤں کو جھٹلاتے تھے اور واحدویکتا ذات اللہ سے رجوع کرنے کی تلقین کرتے تھے تو لوگ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر پوری قوت سے چلانے لگتے تھے وہ کہتے تھے کہ :

"جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تم ان کا انکار کرتے ہو،ہمارے اجداد کے دین کی تحقیر کرتے ہو اور ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو جبکہ ہمارے حالات تم سے اور تمھارے ساتھیوں سے ہر لحاظ سے بہتر ہیں۔"

وہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمزور اور پست ہیں،اندھے مقلد ہیں نہ ان کی کوئی رائے ہے اور نہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔اگر وہ کبھی حضرت نوحؑ کی بات سنتے تو اصرار کرتے تھے کہ

" پہلے پست اور غریب لوگوں کو اپنی جماعت سے نکال دیں ہمیں ان سے گھن آتی ہے،ہم ان کے ساتھ ایک جگہ پر نہیں بیٹھ سکتے۔"

نادار کمزور لوگ

حضرت نوح نے ان سے کہا :

"اگر میں تمھاری یہ خواہش پوری کرنے کا صرف ارادہ بھی کرلوں تو میرے لئے عذاب سے بچنے کی کوئی جائے پناہ نہیں،اللہ کے یہاں

اخلاص کی قدر ہے۔ سب اللہ کے بندے ہیں، اللہ غرور اور تکبر کو پسند نہیں کرتا، اخلاق اور عاجزی اللہ کیلئے پسندیدہ عمل ہیں، میں تمھارے پاس ہدایت لے کر آیا ہوں میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر اور رسول ہوں، اللہ کی وحدانیت کی تبلیغ میر النصب العین ہے، سرمایہ دارانہ نظام ہمارا اپنا پنایا ہوا ہے، دین کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہی انسانوں کی ہدایت کیلئے کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجا جاتا ہے، یہ کمزور اور نادار لوگ جو اللہ تعالیٰ پر سچے دل سے یمان لائے ہیں تمہاری نگاہ میں اسلئے حقیر ہیں کہ ان کے پاس دولت کے انبار نہیں ہیں۔ تم پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ دین اور دنیا کی سعادت ظاہری دولت و حشمت کے تابع نہیں ہے سعید لوگ وہ ہیں جنھیں خلوص نیت اور عمل خیر کی توفیق حاصل ہے سکون ہے۔ قلب، طمانیت نفس اور رضائے الٰہی ان کا مقدر ہے۔"

فاسق قوم کے افراد آپؑ کی مجلس مے زبردستی داخل ہو جاتے اور محفل کو تہس نہس کر کے شرکاء کو پریشان کرتے تھے، ہر طریقہ استعمال کر کے حضرت نوحؑ کو تبلیغ دین سے روک دینا چاہتے تھے۔

"بولے ! اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح ! تو سنگسار ہو گا۔" (سورۃ الشعراء، ۱۱۶)

"پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور کہا دیوانہ ہے اور جھڑک دیا۔ " (سورۃ القمر۔ ۹)

بے وفا بیوی

اذیت دہنت کی مہم میں آپؑ کی زوجہ مشرکین کی ہمنوا بن گئی تھی۔

"تب بولے سردار، جو منکر تھے اس کی قوم کے، یہ کیا ہے ؟ ایک آدمی ہے جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ دادوں سے اور کچھ نہیں کہ یہ ایک مرد ہے کہ اس کو سودا ہے۔" (سورۃ المومنون۔ ۲۴،۲۵)

حضرت نوحؑ نے ان سے بار بار کہا : "مجھے تمھارے مال کی خواہش نہیں ہے، نہ ہی مجھے جاہ و منصب کی تمنا ہے میں اجرت کا طلبگار نہیں ہوں، میرے لئے اجر و ثواب اللہ کے پاس ہے اور وہی بہترین قدر دان ہے۔"

حضرت نوحؑ نے قوم کی اصلاح کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھیں مگر قوم نے انکار اور کفر کی روش کو ترک نہیں کیا، جس قدر ضرت نوحؑ نے تبلیغ حق کی اسی قدر قوم نے بغض و عناد کا اظہار کیا اور ایذار سانی اور تکلیف دہی کا ہر طریقہ استعمال کیا۔ گمراہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کی اجارہ داری قائم رکھنے کیلئے ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئے۔

"اور انہوں نے کہا! ہرگز اپنے معبود کو نہ چھوڑو اور نہ چھوڑو "ود" کو اور نہ "سواع" کو ارنہ "یغوث" کو اور نہ "یعوق" کو ارنہ "نسر" کو۔"
(سورۃ ہود۔ ۲۳)

انہوں نے نوحؑ سے کہا : "تو ہم سے جھگڑا اور جھگڑ چکا اور لے آ، جو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر سچا ہے۔" (سورۃ ہود۔ ۳۲)

حضرت نوحؑ نے ان سے کہا :

"عذاب الٰہی میرے قبضے میں نہیں ہے وہ تو اس کے قبضے میں ہے جس نے مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، وہ چاہے گا تو سب کچھ ہو جائے گا۔"

"لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہیگا اور تم اس کو تھکا دینے والے نہیں ہو۔" (سورۃ ھود۔ ۳۳)

ساڑھے نو سو سال :

حضرت نوحؑ جب قوم کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئے، عناد، ہٹ دھرمی اور باطل کشی نے انہیں بالکل ڈھانپ لیا تو حضرت نوحؑ ملول خاطر اور رنجیدہ ہوئے۔

حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی جس کے نتیجے میں صرف چالیس افراد ایمان لائے۔ (بعض روایات میں ایمان لانے والوں کی تعداد ۸۰ بتائی گئے ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو تسلی دی اور فرمایا :

"جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کے اعمال پر رنجیدہ ہونا بیکار ہے آپ نے اپنا کام پورا کر دیا، جن کو ایمان لانا تھا وہ ایمان لے آئے۔"

حضرت نوحؑ کو جب معلوم ہو گیا کہ ان کی کوشش میں کوتاہی نہیں ہے بلکہ خود نہ ماننے والوں کا قصور ہے اور انکی اپنی سرکشی کا نتیجہ ہے تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا :

"اے پروردگار! تو کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر باقی نہ چھوڑ، اگر تو انہیں چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسل بھی انہی کی طرح نافرمان پیدا ہو گی، اے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار اور سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر یہی بڑھتا رکھ برباد ہونا۔" (سورۃ نوح۔ ۲۸)

نوحؑ کی کشتی

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی دعا قبول کی اور حضرت نوحؑ کو ہدایت فرمائی کہ وہ ایک کشتی تیار کریں تاکہ مومنین اس عذاب سے محفوظ رہیں جو اللہ کے نافرمانوں پر نازل ہونے والا ہے، حضرت نوحؑ نے لکڑی کے تختوں سے کشتی بنانا شروع کر دی، انجیل کی روایت کے مطابق کشتی تین سو کیوبٹ لمبی، پچاس کیوبٹ چوڑی اور تیس کیوبٹ اونچی تھی۔ کیوبٹ کیا ہے؟ یعنی کس قسم کی پیمائش ہے اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، بہر حال محققین نے لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کے درمیان جو نسبت بتائی ہے اسکو فٹ میں تبدیل کرنے سے یہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے کہ کشتی کی لمبائی ۴۵۰ فٹ لمبا، کشتی کئی منزلہ تھی جدید دور کے ماہرین جہاز سازی کا خیال ہے کہ یہ کشتی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کی ایک بہترین مثال کے ماہرین جہاز سازی کا خیال ہے کہ یہ کشتی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کی ایک بہترین مثال تھی کشتی کو ہوا، طوفانی پانی ببارش، کیچڑ اور مٹی میں پھنسنے سے محفوظ رکھنے کے لئے اس سے بہتر پیمائش ممکن نہیں تھی۔ اس پیمائش سے بنائی گئی کشتی کیسی ہو گی؟ اس کی مثال ۱۸۴۴ء میں ایک شخص I.K. Bruvel نے گریٹ برٹین نامی ایک جہاز بنایا تھا جو کشتی نوح کی پیمائش رکھتا تھا، جس نے سینکڑوں کامیاب سمندری سفر کئے اور بے شمار سمندری طوفانوں کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کیا۔ آج بھی بڑے بڑے آئل ٹینکر اسی طریقہ پر بنائے جا رہے ہیں۔

سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ۴۱ سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس سے پہلے انسان اس بات سے واقف نہ تھا کہ دریاؤں اور سمندروں کو کس طرح عبور کیا جائے حضرت نوحؑ کے دور میں تیار کی جانے والی یہ کشتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو یہ علم عطا کیا اور آپؑ نے آج سے ہزاروں سال قبل جو کشتی تیار کی وہ ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کا شاہکار تھی ایسی اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی جو آج بھی کارآمد ہے اور یہ فن نوعِ انسانی کی اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا آج بھی موجود ہے اور آئندہ بھی منتقل ہوتا رہے گا۔

حضرت نوحؑ کو کشتی کی تیاری میں مصروف دیکھ کر کفار نے تمسخر اڑایا جب کبھی ان کا ادھر سے گزر ہوتا تو وہ آوازیں کستے اور غرور تکبر سے گستاخی کے مرتکب ہوتے آخر سفینۂ نوحؑ تیار ہو گیا، اللہ کے عذاب کا وقت قریب آیا تو حضرت نوحؑ نے پہلی علامت یہ دیکھی کہ پانی ابلنا شروع ہو گیا ہے۔

حضرت نوحؑ کو حکم ہوا کہ اپنے ماننے والوں کے ہمراہ کشتی میں سوار ہو جائیں اور ہر جاندار کا ایک ایک □ڑا کشتی میں رکھ لیں۔ جب وحی الٰہی کی تعمیل ہو گئی تو حکم ہوا : "اے پانی برسنا شروع ہو جا۔"

اور زمین کے چشموں کو حکم دے دیا گیا کہ : "پوری طرح ابل پڑیں۔"

بادوباراں کے اس عظیم طوفان میں کشتی بحفاظت تیرتی رہی، طوفانی ہواؤں اوربارش کا سلسلہ ایک مدت تک جاری رہایہاں تک کہ تمام منکرین توحید غرقِ آب ہوگئے اور "مکافاتِ عمل" کو پہنچ گئے۔

نوحؑ کا بیٹا

حضرت نوحؑ نے طوفانی عذاب کے وقت اپنے بیٹے "یام" کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل ہم میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہترین حاکموں میں سے ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "اے نوح! یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے یہ بد کردار ہے پس تجھ کو ایسا سوال نہ کرنا چاہئے جس کے بارے میں تجھ کو علم نہ ہو، میں بلاشبہ تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادانوں میں سے نہ بن۔"

حضرت نوحؑ نے عرض کیا : "اے رب بلاتردد میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے سوال کروں اس بارے میں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو اور اگر تو نے معاف نہیں کیا اور رحم نہیں کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہونگا۔"

حکمِ الٰہی ہوا : "اے نوحؑ ہماری جانب سے تو اور تیرے ہمراہی ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ زمین پر اترو۔" (سورۃ ہود۔ ۴۵، ۴۸)

اللہ کے کلام سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ فلاح اور بھلائی کے حصول اور عذاب الٰہی سے نجات کا تعلق نسل وخاندان سے ہے اور نہ دولت ومنصب سے اس کا کوئی واسطہ ہے بلکہ اس کا تعلق "ایمان اور یقین" سے ہے۔

شفقتِ پدری کے تحت آخری وقت پر حضرت نوحؑ نے بیٹے کو ایمان لانے کی دعوت دی لیکن اس نافرمان نے جواب دیا : "میں لگ رہوں گا کسی پہاڑ کو، کہ بچالے گا مجھ کو پانی سے۔"

حضرت نوحؑ نے کہا : "آج جو کوئی بچانے والا نہیں ہے صرف وہی بچے گا جس پر اللہ کا رحم ہو جائے اس دوران ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ غرق ہونے والوں میں سے ایک ہوگیا۔" (سورۃ ھود۔ ۴۳)

چالیس دن بارش برستی رہی : پانی بڑھتا چلا گیا اور ہر شے غرق ہوگئی ۴۰ دن تک پانی برستا رہا، زمین سے پانی ابلتا رہا اور کشتی کم وبیش ساڑھے چھ ماہ تک پانی پر تیرتی رہی، اس کے بعد حکمِ الٰہی سے عذاب ختم ہوا توسفینۂ نوحؑ "جودی" پہاڑ پر جاکر ٹھہر گیا۔ اور پانی زمین پر چڑھتا ہی گیا اور بہت بڑھا اور کشتی پانی کے اوپر تیرتی رہی اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ چڑھا۔

"اور چالیس دن تک زمین پر طوفان رہا اور پانی بڑھا اور اس نے کشتی کو اوپر اٹھادیا، سوکشتی زمین پر سے اور سب اونچے پہاڑ جو دنیا میں ہیں چھپ گئے پانی ان سے پندرہ ہاتھ اور اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے اور سب جانور جو زمین پر چلتے تھے، پرندے اور چوپائے اور جنگلی جانور اور زمین کے سب رینگنے والے جاندار اور سب آدمی مر گئے۔" (کتابِ مقدس۔ باب پیدائش۔ ۱۲ تا ۱۷)

ابوالبشر ثانی

اسی بناء پر حضرت نوحؑ کا لقب **"ابوالبشر ثانی"** یا آدمِ ثانی مشہور ہوا۔ حدیث شریف میں حضرت نوحؑ کو "اول الرسل" کہا گیا ہے۔

یونان مصر ہندوستان اور چین کے قدیم لٹریچر کے علاوہ برما ملایا جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیوگنی، امریکہ اور یورپ کے مختلف حصوں میں ایسی روایات تسلسل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور اب بھی بیان کی جاتی ہیں جن میں سیلاب کے بعد ہر ساٹھ سال کا ایک سال مان کر اس سالوں سے اپنے تمام عوامی اور ذاتی واقعات کی مدت شمار کی جاتی ہے۔

ہندوؤں کے نزدیک سیلاب نوح کا زمانہ ایسا واقعہ ہے جس کو وہ یادگار سمجھتے ہیں اور اس کو "جل پربان" کہتے ہیں۔

۱۹۲۹ء میں خلیج فارس کے قریب "ار" (ur) کے قدیم شہر کی کھدائی کے دوران بہت گہرائی میں دس فٹ موٹی تہہ کی مٹی ملی تھی معائنہ کے بعد کھدائی کی نگرانی کرنے والے سائنسدانوں نے اعلان کیا کہ :

"قرب دجوار کی زمین کے سائنسی تجزیہ سے یہ ثابت ہوا کہ مٹی کی یہ تہہ ایک زبردست طوفان کی باقی ماندہ تلچھٹ (Residue) ہے۔ جنوبی میسوپوٹامیا کے دریا کی وادیوں میں ہر جگہ ایسی ہی مٹی کی تہیں دریافت ہوئی ہیں۔"

پچھلی صدی کے سائنسدانوں کا خیال تھا کہ پانی اچانک چڑھا تھا اور یہ کہ بلند سے بلند تر پہاڑ کی چوٹی بھی پانی میں ڈوب گئی تھی۔ ہمالیہ، انڈیز، الپس، اور امریکہ کے سلسلہ کوہ راکیز پر جو پانی کے نشان آج بھی موجود ہیں اور وہ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اچانک ہی چڑھا تھا، دریائی جانوروں کے ڈھانچے اور ڈھانچوں کے نشانات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ ماہرین بتاتے ہیں کہ جو مردہ جانور سالم حالت میں پائے گئے ہیں ان میں تکلیف اور کرب نمایاں ہے، اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ان پر کسی گوشت خور جانور نے حملہ کیا تھا یا ان کا گوشت جسم سے الگ ہوا ہو ان کی سب سے زیادہ واضح مثال سائبیریا سے نکلے ہوئے ایک ایسے سالم جانور کی ہے جس کا جسم کھال اور بال سمیت برف میں بالکل محفوظ حالت میں ملا ہے یہ جانور بے حد جسیم ہے اور ان جانوروں میں سے ہے جن کا وجود چند ہزار سال پہلے تک تھا۔ اور اب ناپید ہے اس کی آنکھیں جسم کی کھال اور بال اس بات کی شہادت فراہم کرتے ہیں کہ اس کی موت اچانک کسی حادثے سے ہوئی ہے، اس کے منہ میں وہ گھاس جو حادثہ سے پہلے کھانے کیلئے اکھاڑ چکا تھا اور وہ گھاس جو اس کے پیٹ سے نکلی حیرت انگیز طور پر اس قسم کی گھاس میں سے ایک ہے جو گرم علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

کشتی کی ایک روایت ساری دنیا کے باسیوں میں بے حد مشترک ہے زیدہ تر مذہبی کتابیں بھی ایک کشتی کا تذکرہ کرتی ہیں جس کے ذریعے بچ جانے والوں نے نسل انسانی کو باقی رکھا اور ان روایات کا کھوج لگانے اور ان کی اصلیت تک پہنچنے کے دوران سائنسدانوں کو جن دیگر باتوں کا پتہ چلا ہے وہ حیرت انگیز انکشاف ہے اس انکشاف سے انسانی عظمت کا ایک نیا باب کھلتا ہے۔

عظیم طوفان

طوفان نوح ایک عظیم طوفان تھا جس نے دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ تہذیب کو اس حد تک نیست ونابود کر دیا تھا کہ عظمت کے کچھ نشانات اتفاق سے سامنے آجاتے ہیں سوال یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی جو ایک طویل مدت تک طوفانی تھپیڑوں کا مقابلہ کرتی رہی آخر کس طرح تیار کی گئی تھی کو اس کے اوپر نہ پانی کا اثر ہوا، نہ پہاڑی چٹانوں کے ٹکرانے سے کشتی کو کچھ نقصان پہنچا اور نہ اس کی بناوٹ میں ایسی خامیاں ظاہر ہوئیں جو اس کی تباہی کا باعث بنتیں اور کشتی میں سوار سب محفوظ رہے ان میں نہ بیماری پھیلی اور نہ ہی مختلف ذہن کے لوگوں نے ایک دوسرے کو نقصان پہنچایا۔

صائبین

کتاب توراۃ کے حوالے سے یہ تو پتہ چلتاہے کہ طوفان کے وقت حضرت نوحؑ کی عمر ۶۰۰ سال تھی اور طوفان کے بعد وہ مزید تین سو سال زندہ رہے۔ لیکن اس بارے میں کچھ پتا نہیں کہ یہ طویل عرصہ انہوں نے کہاں گزارا؟

مسلم اکابرین بتاتے ہیں کہ قرآن حکیم میں صائبین کا لفظ حضرت نوحؑ کی امت کیلئے استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صائبین کو آرائین نسل مانتے ہیں۔ سنگھ اگروال آرئین قوم سے متعلق اپنی کتاب میں لکھتا ہے : "آرئین جن کو ہندستان میں "فادر منو" لے کر آئے، بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے۔"

ہندوؤں کی کتابوں میں یہ تذکرہ ملتاہے کہ :

"ویشنو (خدا) نے اپنے ایک پر یقین پجاری کو بتایا کہ سات دن میں ایک طوفان آئے گا جو ان تمام لوگوں کو ہلاک کردے گا جو میری توہین کرتے ہیں تم ایک کشتی میں سات رشیوں کے ساتھ بیٹھ جانا اور ہر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھالینا۔"

صحیفہء وید :

محققین کے مطابق صحیفہ وید حضرت نوحؑ پر نازل ہوا۔ وید چار کتابوں پر مشتمل ہے۔ رگ وید، سام وید، انوِ وید اور یجر وید۔

وید میں ایسی کئی آیات ہیں جن میں سیدنا حضورؐ کی آمد کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ وید میں سیدنا حضورؐ کو کہیں "نراشں" (بہت تعریف کیا گیا) اور کہیں اگنی (حقیقت احمدی) کے ناموں سے پکارا گیا ہے۔

"اے اگنی (محمد)! ہم آپ کو منو (نوح) ہی کی طرح مذہبی پیشوا، داعی، مذہبی علوم سکھانے والا اور انتہائی عقلمند شخصیت جانتے ہیں۔" (وید)

"قرآنی علوم کے تیسرے حصے تاریخ" سے تعلق رکھنے والے اس واقعہ میں بتایا گیا ہے کہ آج سے ہزاروں سال قبل ایک قوم نے اللہ کی نافرمانی پر اصرار کیا اور اس کے بھیجے ہوئے ہادی حضرت نوحؑ کے پیغام کو جھٹلایا اور جب حق بات کو قبول کرنے سے انکار کردیا تو اللہ کا قانون حرکت میں آگیا اور سرکشوں اور نافرمانوں کو طوفانِ باد وباراں نے صفحہ ہستی سے مٹادیا۔

زمین کے طبقات

اس واقعہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ :

اس قدر پر ہیبت طوفان کے باوجود کہ جس نے زمین کے طبقات کو تہ وبالا کرکے رکھ دیا اور کرہ ارض پر جغرافیائی تبدیلیاں رونما ہوگئیں ایک جماعت تباہی سے محفوظ رہی وجہ یہ تھی کہ حضرت نوحؑ اور ان کے حواریوں پر مشتمل یہ مختصر جماعت ایمان کی دولت سے مالامال تھی۔

جوہری توانائی، خلائی سفر، چاند پر انسان کا پہنچنا، انسانی اعضاء کی پیوندکاری، اور روزمرہ کی نت نئی سائنسی دریافتوں کی بنا پر آج کا انسان یہ خیال کرنے لگا ہے کہ وہ ترقی کی معراج پر پہنچ چکا ہے اور اس لحاظ سے آج کے دور کو عظیم تصور کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی آج کا دور عظیم ہے؟ اور آج جو ترقی ہے کیا اس سے پہلے اتنی ترقی کبھی نہیں ہوئی؟

زر پرستی کا جال

دو صدیوں سے سائنسدان یہ ثابت کرنے کی کوششیں کررہے ہیں کہ انسان لاکھوں سال سے ارتقائی منازل طے کررہا ہے اور آج کا انسان جسے مخلوق میں افضل ہونے کا شرف حاصل ہے کبھی زمین پر محض رینگنے والا کیڑا اور درختوں پر چھلانگیں لگانے والا بندر تھا۔ یہ سب کچھ مفروضوں پر مبنی ہے کیونکہ انسان کے پاس تقریباً پانچ ہزار سال تک کا ریکارڈ موجود ہے، جس کو تاریخ انسانی کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ آج کا انسان جس ترقی کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے وہ مفروضے کے علاوہ کچھ نہیں ہے وقت بہت کم رہ گیا ہے ترقی کا فسوں ختم ہو جائے گا، ایسے شواہد سامنے آجائیں گے جن سے انسان حقیقت کا ادراک کرلے گا اور وہ جان لے گا کہ موجودہ ترقی زر پرستوں کا بچھایا ہوا ایک جال ہے۔

حکمت

قرآن کریم میں مذکورہ حضرت نوحؑ کا قصہ ہمیں تفکر کی دعوت دیتا ہے کہ:

☆ اللہ قادرِ مطلق ہے وہ جسے چاہے عزت و شرف سے نواز دے اور جسے چاہے ذلیل و خوار کردے۔

☆ اللہ عجز و انکساری اور اطاعت پسند فرماتا ہے جب کہ غرور اور نافرمانی اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ ناپسندیدہ اعمال جب حد سے بڑھ جاتے ہیں تو قانونِ قدرت حرکت میں آکر نافرمانوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

☆ ہر انسان اپنے عمل کا خود جوب دہ ہے اسلئے باپ کی بزرگی بیٹے کی نافرمانی کا مداوا اور علاج نہیں بن سکتی اور نہ بیٹے کی سعادت باپ کی سرکشی کا بدل ہو سکتی ہے۔

☆ اللہ پر بھروسہ اور توکل کا مطلب یہ نہیں کہ عمل کی راہیں ترک کردی جائیں، توکل کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عملی جدوجہد میں کوتاہی نہ کی جائے اور مقدور بھر کوششوں کے بعد نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے، طوفان سے بچاؤ کے لئے کشتی کی تیاری عملی جدوجہد کی حقیقی مثال ہے۔

☆ کفرانِ نعمت اور ناشکری اتنی بڑی جہالت ہے کہ اس کے نتیجے میں اسرارِ الٰہی ہمیشہ پردے میں رہتے ہیں اور ناشکری قوم گمراہ ہو کر حق و معرفت کی راہوں کو چھوڑ دیتی ہے، کبر اور سرکشی اسے تباہی کے دہانے پر لے آتی ہے اور وہ دردناک عذاب سے دوچار ہو کر عبرت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

☆ نظامِ کائنات کا ایک جز پانی ہے پانی ہر قسم کی زندگی کو قائم رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے پانی جس طرح اپنے اندر حیات کی صفات رکھتا ہے اسی طرح ہلاکت و بربادی کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس وقت نوعِ انسانی نے دینِ فطرت سے منہ موڑ کر صرف مادی وسائل سے رشتہ جوڑ لیا ہے، حالت یہ ہے کہ اس طرزِ عمل سے دنیا ایک بار پھر تباہی کے دھانے پر پہنچ گئی ہے۔

نوعِ انسانی نے اگر سوچ بچار سے کام نہ لیا، قوم نوح کی طرح سرکشی جاری رکھی اور افعال و کردار سے توحیدی راستہ اختیار نہ کیا تو وہ دن دور نہیں جب سمندر کی حدبندی ٹوٹ جائے گی، زمین میں سے چشمے ابل پڑیں گے، آسمانوں سے پانی برستا رہے گا، زمین زیرِ آب آجائے گی، اور بلند و بالا پہاڑ پانی میں

ڈوب جائیں گے، عمارات محلات اور زمین پر موجود رونقیں ختم ہو جائیں گی۔

"کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کے نظام پر کبھی غور نہیں کیا؟ اور کسی چیز کو بھی خدا نے پیدا کی ہے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا؟ اور کیا یہ بھی انہوں نے نہیں سوچا کہ شاید ان کو زندہ رہنے کی جو مہلت دی گئی ہے اس کے پورے ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔" (سورۃ الاعراف۔۱۸۵)

سمندر میں مدوجزر سورج اور چاند کی کشش سے پیدا ہوتے ہیں بلیک ہولز (Black holes) اتنی زیادہ کشش رکھتے ہیں کہ وہ روشنی کو بھی اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں خیال ہے کہ اگر کوئی بلیک ہول ہماری زمین کے نزدیک سے گزرے تو اپنی انتہائی کشش کی وجہ سے زمین میں موجود لاوا (Megma) میں ایک کشش پیدا کریگا جس کی وجہ سے زمین کے بلیک ہولز کے سامنے والے حصے میں ابھار پیدا ہو گا اور ایک کڑے کی شکل میں جو حصے سمندر میں ہیں وہاں خشکی ظاہر ہو جائے گی اور کڑے کے آس پاس کے حصوں کی زمین اندر کو دھنس جائے گی اور خشکی کی جگہ سمندر آجائے گا اور سمندر میں مدوجزر کی کیفیت ایسی ہو گی جیسے پانی کے پہاڑ ادھر سے اُدھر ہو رہے ہوں، زمین پر سیلاب کی وجہ سے شدید تباہی آجائے گی، آبادی غرقِ آب ہو جائے گی، دیو ہیکل مشینوں کا نام و نشان تک نہیں رہیگا۔

اٹلی کے ساحل کے نزدیک بحیرہ روم کے خطے Atlanta میں ڈوبے ہوئے ایک براعظم کے آثار ملے ہیں یہاں کے لوگ صنعت و حرفت میں بہت ترقی تافتہ تھے۔

ہندوؤں کی کہانیوں میں بھی ایسے تذکرے ملتے ہیں کہ کسی زمانے میں وہاں کے لوگ بہت ترقی یافتہ تھے، اسلحہ سازی کی صنعت میں انہیں کمال درجہ عروج حاصل تھا وہ لوگ جنگوں میں ہوائی جہاز، راکٹ لانچر، اور ایٹم بم استعمال کرتے تھے، ان کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ بم زمین پر پھٹنے کی بجائے خلاء میں قائم ہو کر گھومتے تھے اور ان میں سے آگ نکلتی تھی جب یہ آگ زمین پر گرتی تھی تو زمین کے ذرات پگھل جاتے تھے اور زمین تانبہ (Copper) کی طرح بن جاتی تھی۔

Prophecy of Stone Age / Ice Age

برف پگھل رہی ہے

ماحولیات کے سائنسدانوں نے قطبین پر سے برف کے چند نمونے (Samples) لیکر اسکا تجزیہ کیا انہوں نے کاربن ڈائی آکسائڈ، نائیٹروجن اور آکسیجن کے مرکبات اور سلفر و آکسیجن سے بننے والی گیسوں کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار نمونے اکھٹے کئے ہیں۔ ان کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوہے کہ ہر دس ہزار سال بعد ہوا میں ان گیسوں کی مقدار اپنی انتہا کو پہنچ کر اچانک نیچے گر جاتی ہے اور یہ سائیکل (Cycle) ہر دس ہزار سال بعد دہرایا جاتا ہے۔ یہ گیسیں زیدہ تر صنعت میں ہونے والی ترقی کی وجہ سے فضاء میں بڑھ جاتی ہیں، جب صنعتی ترقی صفر تھی یا دوسرے لفظوں میں جب انسان Stone Age میں تھا اور کوئی صنعتی ترقی نہیں تھی ان گیسوں کا اخراج کم سے کم لیول پر تھا، جوں جوں دنیا میں صنعت نے ترقی کی ان گیسوں کا ہوا میں تناسب بڑھتا گیا۔

سائنسدان ہر دس ہزار سال میں اس اچانک تبدیلی کی وجہ ICE AGE کے آثار کو بتاتے ہیں سائنسدانوں کے خیال کے مطابق ہر دس ہزار سال کے بعد زمین پر ایسا زمانہ آتا ہے جس کو ہم "آئس ایج" کہہ سکتے ہیں، آئس ایج کی وجہ سے زمین پر گیسوں کا اخراج کم ہو جاتا ہے، موجودہ دور کے ماحولیاتی سائنسدانوں کا قیاس ہے کہ یہ تبدیلی آئندہ تیس سال کے اندر آسکتی ہے، یعنی پچھلی آئس ایج سے اب تک تقریباً دس ہزار سال گزر چکے ہیں۔

روحانی سائنسدانوں کے نزدیک ہر دس ہزار سال کے بعد زمین میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کہ جہاں سمندر ہے وہاں زمین ظاہر ہو جاتی ہے اور جہاں زمین ہے وہاں سمندر آجاتا ہے **2006ء** میں طوفانِ نوح کو گزرے ہوئے دس ہزار سال ہو جائیں گے اور سال **2006ء** کے بعد بتدریج زیادہ ہوتے ہوتے طوفانِ نوح جیسا ایک سیلاب آئے گا اور زمین پر سے صنعتی ترقی ختم ہو جائیگی، انسانوں کی آبادی چھ ارب سے کم ہو کر ایک چوتھائی رہ جائے گی اور دوبارہ Stone Age شروع ہو جائے گا۔

بلیک ہول Black Hole

ہر دس ہزار سال کے بعد ایک بلیک ہول زمین کے اس قدر نزدیک سے گزرتا ہے کہ وہ نظامِ شمسی میں موجود سیاروں کو اپنی طرف کھینچتا تو نہیں ہے لیکن ان سیاروں کے موسموں کے تغیر میں زبردست کردار ادا کرتا ہے۔
عظیم روحانی سائنسدان قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنے شاگرد کو بتایا ہے کہ کم وبیش دس ہزار سال کے بعد زمین تہہ آب آجاتی ہے دس ہزار برس لگ بھگ سن دو ہزار چھ میں پورے ہو رہے ہیں، دو ہزار چھ **2006ء** کے بعد ایسے شواہد سامنے آتے رہیں گے جن سے طوفانِ نوح آنے کی تصدیق ہو جائے گی زمین پر وقفے وقفے سے جب مختلف مقامات پر سیلاب آئیں گے تو زمین پر موجود بڑے بڑے پہاڑ نیست ونابود ہو جائیں گے، ہر طرف پانی ہی پانی ہوگا، اللہ تعالیٰ رحم کرے تین چوتھائی آبادی سمندر نگل لے گا، بچے ہوئے آدمی غاروں سے زندگی شروع کریں گے۔
طوفانِ نوح کے وقت خالق کائنات سے آدم زاد گروہ نے بغاوت کر دی تھی، دولت پرستی عام ہوگئی تھی، یقین ہزار پردوں میں چھپ گیا تھا اور بے یقینی دھوپ کی طرح عیاں ہوگئی تھی۔

طوفانِ نوح کے زمانے میں موجودہ زمانے کی طرح سائنسدانوں نے قدرت کے رازوں میں دخل دینا شروع کر دیا تھا۔ خود غرضی عام ہوگئی تھی، اخلاق کا جنازہ نکل گیا تھا، اخلاص و خلوص کا یہ مطلب لیا جاتا تھا کہ دوسرا آدمی ہمارے کام آئے ہم کسی کے کام آئیں یا نہ آئیں، طاقت ور دہشت گرد بن گیا تھا بستیاں اجاڑنا لوگوں کو زرخرید غلام بنانا عام روش تھی، چالاک اور فطین لوگوں نے عوام کو زروجواہرات اکٹھا کرنے کے لئے اپنا غلام بنا لیا تھا، زمین کے اوپر امن کے نام پر فساد پھیل گیا تھا، بیماریاں عام ہوگئی تھیں، اقتدار کی خواہش اور اقتدار کی تکمیل نہ ہونے سے آدمی غصہ کرتا تھا، ہر شخص اپنی بات منوانے پر بضد تھا، محبت کا مطلب تھا کہ دوسرا شخص ہمارے کام آئے اس لئے کہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں وہ ہمیں چاہے یا نہ چاہے۔

زمین کی فریاد

طوفانِ نوح سے پہلے جو حالات تھے آج کے دور میں شباب پر ہیں، اس وقت زمین کی آہ و بکا کسی نے نہیں سنی، آج پھر زمین کراہ رہی ہے، زمین اب فساد، تعفن، لالچ، خود غرضی، اور دنیا پرستی کے عذاب کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ زمین خود کو سڑے ہوئے اجسام سے پاک کرنا چاہتی ہے۔
بتایا جاتا ہے کہ طوفان نوح کی طرح **زمین پر 17 یا 18 دفع طوفان آچکے ہیں** اور زمین اب مزید طوفانوں کی زد میں ہے۔
اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان خود غرضی کے خول سے باہر آجائے، دوسرے آدمی کو اپنی طرح کا آدمی سمجھے، حرص وہوس اور لالچ سے خود کو آزاد کرے، سود کی لعنت ختم ہو جائے، اللہ کی دشمنی ترک کر کے اللہ سے دوستی کی جائے، ایثار و خلوص کی قدریں بحال ہو جائیں، دولت پرستی جو شرک ہے اس سے توبہ و استغفار کر کے اللہ کو ہی رزاق سمجھا جائے، عریانی، فحاشی، جسم فروشی اور توہین آمیز رویے سے اجتناب کیا جائے، پیغمبرانہ طرزِ فکر کو اپنا کر توحید اور رسالت کے روشن اور منور راستے پر قدم قدم آگے بڑھا جائے، اس وقت بظاہر یہ سب باتیں خوش کن ضرور نظر آتی ہیں، لیکن دین کا احیاء بھولا بسرا خواب نظر آتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص دوسروں کی اصلاح اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے لیکن خود اپنی اصلاح کے لئے کچھ

نہیں کرتا۔آج کا سائنسدان جو بلا شبہ نوعِ انسانی کا ایک فرد ہے خود اپنی اور اپنی نوع کا دشمن بن گیا ہے ایک ایک بم لاکھوں انسانوں کی تباہی و ہلاکت کا ذریعہ ہے اتنے ایٹم بم زمین کے سینے پر جمع کر دیے گئے ہیں کہ پوری زمین پر اتنے شہر آباد نہیں ہیں۔ قانون یہ ہے کہ جب کوئی چیز وجود میں آجاتی ہے اور بن جاتی ہے تو اس کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے ،جب یہ بم تباہی پیلائیں گے تو زمین جل کر خاکستر ہو جائیگی ،زمین کی گود اجڑ جائے گی، اقتدار کی خواہش پوری کرنے کیلئے امن کے نام پر جو آگ کے الاؤ اور چھپی ہوئی آگ کی بھٹیاں بنائی جارہی ہیں کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان خود کو جہنم واصل کرنا چاہتا ہے ؟۔

نصیحت

سوال یہ ہے کہ جب دنیا میں آبادی ہی نہیں رہے گی تو کس طرح مخلوق پر حکمرانی کی جائے گی سائنسدانوں اور رحم دل انسانوں کو چاہیئے کہ باہم شیر و شکر رہیں جس طرح ایک شہر میں بہت سارے محلے ہیں بہت سارے گھر ہیں اور ایک گھر میں بے شمار افراد خوش باش زندگی گزارتے ہیں اسی طرح دوسرے ممالک بھی اپنی سرحدوں میں اپنے ملک کی ترقی کیلئے کوشاں رہیں اور ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔

☆ مالی منفعت اور اسلحہ کے زور پر حکمرانی قائم کر کے ساری دنیا کو اپنا غلام نہ بنائیں

☆ زر پرستی شرک کی ایسی آگ ہے جس میں ہر کوئی جل کر خاکستر ہو جاتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں مگر دولت پرستی ناقابلِ معافی جرم ہے۔

☆ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے نام پر خرچ نہیں کرتے ان کیلئے دردناک عذاب کی بشارت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Source Book

"Mohammad ur Rasool Allah"

Author

Spiritual Scholar

Khwaja Shamsuddin Azeemi